

جناب سیدہ فاطمہ الزہراء .پانچویں قسط

<?xml encoding="UTF-8">

ہم گزشتہ مضمون میں یہاں تک پہنچے تھے کہ شعب ابو طالب سے حضرت فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا اپنے والدین کے ہمراہ واپس مکہ معظمہ تشریف لے آئیں۔ مگر صورت حال یہ تھی کہ حضور (ص) کے دونوں مکانوں پر دشمنوں کا قبضہ ہو چکا تھا۔ کسی جا نثار نے اپنے گھر میں پناہ دی اور حضور (ص) نے دوبارہ زندگی شروع فرمائی۔ اب آگے بڑھتے ہیں۔ ابھی کچھ زیادہ دن نہیں گزرے تھے۔ حضرت فاطمہ الزہراء (رض) کی والدہ محترمہ حضرت خدیجہ الکبریٰ (رض) شدید علیل ہو گئیں۔ دراصل ان کو عمر رسیدگی میں مناسب غذا نہ ملنے کی وجہ سے نڈھال کر دیا تھا۔ اور اب وہ ناقص رنگ لا رہی تھی۔ یا د رہے کہ وہ حضور (ص) سے عمر میں بہت بڑی تھیں۔ یہ صدمہ دونوں مثالیں اور بیٹیوں کے لیے ایک بڑا امتحان تھا۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ (رض) جو سب کچھ اپنا اسلام پر تکیہ چکی تھیں ہر طرح مطمئن تھیں کہ انہیں یقین تھا کہ اللہ ان کے ساتھ ہے۔ مگر جب چاروں طرف دشمنوں کی سازشیں ہوں تو بیٹی کو اکیلا چھوڑتے ہوئے دل گھبرا رہا تھا۔ اس لیے کہ حضور (ص) تو تبلیغ کے لیے چلے جائیں گے اور علی جو کہ ان کے سائے کی طرح ساتھ لگے رہتے ہیں، وہ بھی ساتھ ہوں گے۔ تو گھر پر تنہا حضرت فاطمہ (رض) کی نگہداشت کون کرے گا وہ اکیلے گھبرا ئیں گی۔

کیونکہ جہاں تک حفاظت کا خیال تھا تو اس کے لیے انکا پریشان ہونا ہمارے دل کو اس لیے نہیں لگتا کہ ان سے اللہ پر بھروسہ کرنے والا حضور (ص) کے بعد کون ہو سکتا تھا۔ یہاں ایک مورخ نے بہت ہی عجیب و غریب وجہ بتائی ہے کہ وہ اس وجہ سے پریشان تھیں کہ ”شادی کی رات کے بارے میں ماں بیٹی کو ہدایات دیتی ہے، میں نہیں ہوں تو کون دے گا؟ تو حضرت اسماء بنت عمیس نے انہیں یقین دہانی کرائی کہ میں ایک ماں کی طرح ان کی دیکھ بھال کرونگی“ (حوالہ کے لیے ملا حظہ فرمائیں) فاطمہ دی گریشیس از ابو محمد اردنی صفحہ نمبر ایکسو چار، پبلشر انصاریان پبلیکیشن قم ایران)۔ یہ بات بھی ہمارے دل کو نہیں لگی اس لیے کہ وہ اس وقت موجود ہی نہیں تھیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اس وقت حضرت جعفر طیار (رض) کی زوجیت میں تھیں اور تین سال پہلے ان کے ساتھ حبشہ ہجرت کر چکی تھیں۔ اور واپس حضور (ص) کی طلبی پر جب تشریف لائیں، جب خیبر فتح ہوا۔ اس وقت تک حضرت خدیجہ الکبریٰ وفات پا چکی تھیں اور حضرت فاطمہ (رض) کی شادی اور بچے بھی ہو چکے تھے۔ دوسرے یہ کہ مشرقی تہذیب میں ماں کبھی بیٹی سے انتہائی بے تکلف نہیں ہوتی۔ بلکہ اس دور میں مغرب میں بھی اس موضوع پر بات کرنا کسی ماں کے لیے ممکن نہ تھا۔ ہاں حضرت اسماء بنت عمیس (رض) کا حضرت فاطمہ (رض) کے وصال کے وقت ان کے پاس موجود ہونا ممکن ہے اور اپنی تہجیز اور تدفین ڈولی وغیرہ بنانے کے سلسلہ میں یقینی طور پر ان کو ہدایات دی ہو ئی، اس کے ماننے میں کوئی بھی ہمیں امر مانع نہیں ہے۔ اس لیے کہ وہ اس وقت حضرت ابو بکر (رض) کی زوجیت میں تھیں اور مدینہ منورہ میں موجود بھی۔ چونکہ ان سے خاندانی تعلق تھا وہ حضرت فاطمہ کی سگی چچی تھیں اور حضرت جعفر (رض) کے بچوں کی ماں بھی۔ حضور حضرت جعفر طیار کو بے حد چاہتے بھی تھے۔ جو اس سے ظاہر ہے کہ جب وہ فتح خیبر کے موقع پر واپس خیبر کے مقام پر آکر ملے، تو فرمایا کہ ”مجھے خیبر کی فتح سے کہیں زیادہ حضرت جعفر طیار (رض) کے ملنے کی خوشی ہوئی ہے۔ اس کے بعد وہ جنگ موتہ میں شہادت

پا گئے اور وہ بیوہ ہو گئیں تو حضرت ابو بکر (رض) نے ان سے نکاح کر لیا تھا۔

حضور (ص) کو جب حضرت خدیجہ (رض) کی طبیعت زیادہ خراب ہو نے کی اطلاع ملی تو وہ بھی تشریف لے آئے ، اور انہیں اتنا ہی کرب کے حالت میں پایا، جب حضور (ص) نے حضرت خدیجہ (رض) کو چھو کر دیکھا تو بخار سے جسم تپ رہا تھا ۔ حضرت خدیجہ (رض) نے جب شدت مرض کی شکایت کی تو حضور (رض) کی آنکھیں بھر آئیں! فرمایا اب جدائی کا وقت قریب آگیا ہے اور جنت تمہارا انتظار کر رہی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھے اپنی موت کا تو کوئی غم نہیں ہے، مگر غم یہ ہے کہ میں آپ کی رفاقت سے محروم ہو جاؤنگی اور دوسرے مجھے فاطمہ کی فکر ہے کہ اس کی ابھی شادی نہیں ہوئی اس کی شادی کا (انتخاب) آپ کسی اور پر مت چھوڑیئے گا تاکہ اسے یہ احساس نہ ہو نہ پائے کہ وہ بے ماں کی بچی ہے، حضور (ص) نے وعدہ فرمایا تو وہ مطمئن ہو گئیں ۔

اس کے بعد انہوں نے یک اور درخواست پیش کی کہ آپ دم آخری تک میرے سامنے تشریف فرما رہیں تاکہ میرا دم آسانی سے نکل جائے۔ میرے آقا آپ کی خدمت گزاری میں گوکہ میں نے پچیس سال گزار دیئے، مگر ایسا لگتا ہے جیسے کل کی بات ہو۔ اب آپ سے درخواست ہے کہ روز محشر آپ اپنے دامنِ رحمت میں جگہ عطا فرما ئیے گا۔ میں یہ بھی آپ سے التجا کرتی ہوں کہ مجھ سے آپ کی شان میں کوئی گستاخی ہو گئی ہو تو اس کو معاف فرمادیں، اور بروز قیامت میری شفاعت فرما کر میری مشکل آسان کریں ۔ ان کے اس درد انگیز خطاب سے حضور (ص) کے بھی آنسو بہنے لگے ۔ اور فرمایا کہ یہ درست ہے کہ قیامت کا دن بہت سخت ہے، مگر تمہارے ساتھ تو اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرما رکھا ہے ۔ تمہارے لیئے جنت میں موتیوں کا محل تیار ہے، میری غم گسار تم غم نہ کرو، تم میرے ساتھ ہی رہو گی فل الحال تمہاری دوسرا ہمت کے لیئے تین خواتین موجود ہیں ۔ جب انہوں نے ان کے نام پوچھے تو حضور (ص) نے بتایا ام کلثوم (رض) ہمشیرہ موسیٰ علیہ السلام ۔ حضرت آسیہ (رض) زوجہ فرعون اور حضرت صفورا (رض) زوجہ موسیٰ یہ سن کر وہ مطمئن ہو گئیں۔ یاد رہے کہ یہ تینوں خواتین روایت کے مطابق جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں حضرت فاطمہ (رض) کی ولادت کے وقت بھی موجود تھیں اور انہوں نے ہی حضرت خدیجہ (رض) کی اس وقت مدد فرمائی تھی ۔

پھر انہوں نے ایک اور درخواست پیش فرمائی! مگر فرمایا کہ اس کے لیئے میں خود میں ہمت نہیں پاتی لہذا میں حضرت فاطمہ (رض) کے توسط سے آپ تک پہنچاؤنگی۔ حضور (ص) ان کی اس خواہش پر ماں بیٹیوں کو تخلیہ فرما ہم کرنے کے لیئے حرم شریف طواف کے لیئے تشریف لے گئے ۔ حضرت فاطمہ (رض) نے ماں کے رخسار پر منہ رکھ کر فرمایا کہ وہ کیا خواہش ہے میرے والد انشا اللہ آپ کی ہر خواہش ضرور پوری کریں گے؟ تب انہوں نے فرمایا کہ وہ یمنی چادر جو کہ نزولِ وحی کے وقت حضور (ص) زیب تن فرماتے ہیں۔ اس میں مجھے لپیٹ دیا جائے، دریں اثنا حضور (ص) بھی تشریف لے آئے اور ان کی خواہش سن کر وہ چادر شانہ مبارک سے اتار کر بیٹی کو دیدی کہ ان کو دکھا دیں تاکہ وہ خوش ہو جائیں۔ مگر اتنے میں حضرت جبرئیل امین تشریف لے آئے، حضرت خدیجہ کے لیئے جنت کا کفن لیکر اور فرمایا کہ حضور اللہ سبحانہ تعالیٰ نے سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ آپ اپنی چادر واپس لے لیں، خدیجہ نے میری راہ میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا ہے اب اس کا کفن میرے ذمہ ہے ۔ ہم اس کو اپنے کرم کے لباس سے ڈھانپیں گے اور اس کو جنت الفردوس کا لباس پہنایا جائے گا۔ واضح رہے کہ جس موتیوں کے محل کا ذکر حضور نے فرمایا ہے تھا، اس کی بشارت متفقہ علیہ ہے کیونکہ اس کا ذکر بخاری مسلم اور مسند احمد نیز ابن ہشام میں بھی موجود ہے۔ حضرت خدیجہ نے اپنی نگاہ حضور پر مرکوز رکھی اور اسی حالت میں موت کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

